ادب کا ودیاساگر ڈاکٹر جمیل جالبی (میرے پاپا)

ڈاکٹر محمد خاور جمیل، پاکستان

ملخص

ڈاکٹر جمیل جالبی میرے پاپا تھے۔ جسمانی طور پر وہ اب ہم میں موجود نہیں مگر میں ہمہ وقت ان کا سایہ، ان کی شفقت اور ان کی موجودگی محسوس کرتا رہتا ہوں کیونکہ میں دنیا کی ان چند خوش نصیب اولادوں میں سے ایک ہوں جن کی عزت، شہرت اور عظمت ان کے اپنے والد کی عزت، شہرت اور عظمت کا پرتو ہے۔

جب وہ انکم ٹیکس کمشنر تھے تب بھی ان کی کئی تصانیف اور تالیف منظر عام پر آئیں اور جب وہ تعلیمی اور ادبی ادارے میں ملازمت کرتے تھے اس وقت بھی اداروں کے لیے کئی کتابیں مرتب کیں اور پھر جب وہ گھر آ گئے تو بھی مسلسل تخلیقی و تحقیقی کام کرتے رہے۔ ان کی تصانیف و تالیف کی تعداد صد سے زیادہ ہیں مگر ان کا سب سے بڑا، یادگار اور رہتی دنیا تک اردو علم و ادب میں سدا بہار کام "تاریخ ادب اردو" ہے جو چار ضخیم ترین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد 1975 میں، دوسری جلد (حصہ اول) دوسری جلد (حصہ دوم) 1982ء میں اور تیسری جلد (جلد سوم) 2007 میں اور چوتھی جلد (حصہ اول، حصہ دوم) 2013 میں منظر عام پر آئی ہیں۔

☆☆☆

دنیا میں انسانی رشتوں میں واحد ایک انسانی رشتہ باپ کا ہے جو اپنی اولاد کو اپنے سے بڑا دیکھنا چاہتا ہے اور اسی دنیا میں وہ اولاد سب سے زیادہ خوش نصیب ہے جو اپنے والد کی عظمت، شہرت اور عزت کی پاس دار ہوتی ہے۔ ایسی اولادوں کے لیے کہا گیا ہے کہ "با ادب با نصیب"۔

ڈاکٹر جمیل جالبی میرے پاپا تھے۔ جسمانی طور پر وہ اب ہم میں موجود نہیں مگر میں ہمہ وقت

ان کا سایہ، ان کی شفقت اور ان کی موجودگی محسوس کرتا رہتا ہوں کیونکہ میں دنیا کی ان چند خوش نصیب اولادوں میں سے ایک ہوں جن کی عزت، شہرت اور عظمت ان کے اپنے والد کی عزت، شہرت اور عظمت کا پرتو ہے۔ میرے پاپا ڈاکٹر جمیل جالبی کو رب کریم نے کس قدر بلند مرتبہ، کتنی عزت اور کتنی پائیدار شہرت سے نوازا ہے کہ آج بھی ان سے محبت کرنے والے ان کی عزت کرنے والے دنیا میں موجود ہیں۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا حق ادا کیا۔ رب کائنات نے یہ دنیا انسانوں کے لیے آباد کی اور انسانوں کو سب کے کام آنے کا فریضہ سونپا۔ کس انسان نے کس حد تک اپنے فرائض ادا کیے اس بات کا پتا تو اسی انسان کو ہوتا ہے یا رب کعبہ کو مگر چند انسان ایسے ہیں جن کا ایک ایک لمحہ اس دنیا میں بنی نوع انسان کی فلاح بہبود کے لیے، ان کی تعلیم و تعلم کے لیے، ان کی بہتری کے لیے اور ان میں شعور و آگاہی کے لیے گزرتا ہے۔ دنیا ان کے علم سے فیض پاتی ہے۔ اس سے پہلے میں مزید کچھ عرض کروں مناسب ہوگا کہ میں یہاں ذوق کا شعر آپ کے ملاحظہ کے لیے پیش کروں۔

ذوق فرماتے ہیں:

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

ایسا سخن یا کام جس سے انسانوں میں سوچنے، سمجھنے اور آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو وہی افضل ہے اور کارآمد ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے جتنے ادبی کام کیے جتنی تصانیف و تالیفات لکھی جن کی تعداد نصف صد سے زائد ہی ہیں اور بڑی بڑی ضخیم جلدوں میں بھی ہیں جن میں مشرقی ادب کے ساتھ ساتھ مغربی ادب کو بھی اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ان تمام اہل علم، اہل ادب، اہل شعور اور اہل ذوق کے لیے کسی مخزن سے کم نہیں۔ ان کی ہر تصنیف اور ہر تالیف ادب اور تعلیم کے لیے مشعل راہ ہیں۔

ڈاکٹر جمیل جالبی کا یہ علم، یہ آگہی، یہ تصنیف اور تالیفات سخن قوی ہیں اور میں ان کی اولاد یا میری اولاد کب تک پاپا دادا کا نام روشن رکھیں گے اور ہم میں اس قدر استطاعت یا طاقت بھی کہاں ہے ان کا علم جو انہوں نے کتابوں میں منتقل کر دیا ہے نسل در نسل ان کا نام روشن رکھے گی۔ علم سے جو نام روشن ہوتا ہے وہ رہتی دنیا تک روشنی دیتا رہتا ہے۔

اب و تدریس کے شعبے سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے دانش ور اور علمائے ادب میں سے

کون ہوگا کہ جو ڈاکٹر جمیل جالبی کو نہ جانتا ہو اور ان کے تحقیقی، تخلیقی اور تنقیدی کاموں سے ناواقف ہو۔ اب ہر آنے والا نیا ادیب یا شاعر جب تک ادب کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے لازماً جالبی صاحب کی کتابوں سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ یوں جالبی صاحب کا تخلیق کردہ ادب رہتی دنیا تک صدقہ جاریہ کا کام دیتا رہے گا۔

اگر چہ جالبی صاحب کے بارے میں ہر ایک شخص نے لکھا ہے جس کا تعلق خواہ ادب سے ہو یا تعلیم سے، سرکاری اداروں سے ہو یا ذاتی طور سے، اس لیے ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں بتانا مجھے مناسب تو نہیں لگ رہا ہے مگر چونکہ ہر مضمون کی پہنچ ہر ادب نواز اور ادب کے طالب علموں کے لیے لازمی نہیں ہوتی اس لیے میں جالبی صاحب کے بارے میں کچھ ابتدائی معلومات درج کرتا ہوں۔

یکم جولائی 1929 کو علی گڑھ میں محمد ابراہیم خان کے گھر پیدا ہونے والے محمد جمیل خان کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر عزت واحترام لکھ دیا تھا اور خود جالبی صاحب نے اپنے شعور سے اپنی زندگی کی بہترین استعمال کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ اس کا اندازہ جالبی صاحب کو بہت جلد ہو گیا مگر چونکہ ایک نیک اور صائب خاندان کے فرد فرید تھے اس لیے جالبی صاحب کو ملنے والی عزت سے ان کا ظرف چھلکا نہیں بلکہ مزید خم دار ہو گیا۔

جب وہ انکم ٹیکس کمشنر تھے تب بھی ان کی کئی تصانیف اور تالیف منظر عام پر آئیں اور جب وہ تعلیمی اور ادبی ادارے میں ملازمت کرتے تھے اس وقت بھی اداروں کے لیے کئی کتابیں مرتب کیں اور پھر جب وہ گھر آ گئے تو بھی مسلسل تخلیقی و تحقیقی کام کرتے رہے۔ ان کی تصانیف و تالیف کی تعداد صد سے زیادہ ہیں مگر ان کا سب سے بڑا، یادگار اور رہتی دنیا تک اردو علم وادب میں سدا بہار کام ''تاریخ ادب اردو'' ہے جو چار ضخیم ترین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد 1975 میں، دوسری جلد (حصہ اول) دوسری جلد (حصہ دوم) 1982ء میں اور تیسری جلد (جلد سوم) 2007 میں اور چوتھی جلد (حصہ اول، حصہ دوم) 2013 میں منظر عام پر آئی ہیں۔ تاریخ ادب اردو کی پانچویں جلد جو بیسویں صدی کے نصف عہد کے مشاہیر ادب پر مشتمل ہوتی منظر عام پر آنے سے رہ گئی کیونکہ جالبی صاحب کی جسمانی کمزوری نے انہیں نڈھال کر دیا تھا اور وہ اپنے حصے سے بڑھ کر کام کرنے کی وجہ سے تھکن کا شکار ہو گئے اوپر سے ان کی ضعیفی ان کے کام میں رکاوٹ بن گئی اور جالبی صاحب تاریخ ادب اردو کی پانچویں جلد لکھنے کی خواہش کے

باوجوداس پرعمل نہ کر سکے یوں تاریخ ادب اردو اس لحاظ سے مکمل ہونے سے رہ گئی کہ بیسوی صدی کے چند اکابر علم وادب کا تذکرہ جسے جالبی صاحب صداقت و دیانت سے لکھتے، لکھنے سے رہ گئی کیونکہ جالبی صاحب کی سابقہ چاروں جلدوں میں جالبی صاحب نے بلا کسی تعصب کے اردو کی تاریخ مستند اور اصل حوالہ جات سے بڑی جدوجہد، کوشش، وقت اور مشقت سے لکھی ہے، اتنی مشقت آج تک اردو ادب کی تاریخ لکھنے والے کسی بھی مؤرخ نے نہیں کی۔ یہی اس کا امتیاز خاص ہے کہ تاریخ ادب اردو کی جلدیں ضخیم اور قیمتی ہونے کے باوجود کئی بار شائع ہوئی، اب تک چاروں جلدوں کے دس سے زائد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی مقبولیت کی واحد وجہ یہ نہیں ہے کہ اسے اردو ادب کے طالب علم پڑھتے ہیں بلکہ یہ تاریخ تو اردو ادب کے استادوں کے بھی زیر مطالعہ رہتی ہے۔ اس تاریخ ادب اردو کی ضرورت ہر لائبریری کو رہتی ہے، ہر جامعہ کے لیے تحقیقی ادارے کے لیے تاریخ ادب اردو لازمی ہے۔ اس کتاب کی مانگ کسی طرح کم نہیں ہو سکتی۔

جالبی صاحب مؤرخ ہی نہیں تھے، محقق بھی تھے، مترجم بھی تھے، کلچر شناس بھی تھے، مدیر بھی تھے، بچوں کے ادیب بھی تھے اور سب سے بڑھ کر لغت نگار بھی تھے۔ جالبی صاحب کا دوسرا بڑا کام لغت سازی ہے۔ قدیم اردو لغت کی تدوین، فرہنگ اصطلاحات 'جامع عثمانیہ' اور قومی انگریزی اردو لغت' کی تدوین جالبی صاحب کے کارناموں میں بلا شبہ قابل قدر ہیں۔

جمیل جالبی صاحب پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جا رہا ہے۔ اردو دنیا کے علاوہ انگریزی کے رسائل اور اخبارات میں جالبی صاحب پر کئی مضامین آ چکے ہیں۔ بیشتر تحقیقی، تخلیقی اور ادبی رسائل میں جالبی صاحب کا نمبر بھی نکلا ہے اور گوشے تو کئی رسائل نے نکالے ہیں۔ ان پر لکھنے کا یہ عمل ان شاءاللہ جاری رہے گا کیونکہ جب تک جھرنا بہتا رہے گا اس سے اپنی پیاس بجھانے والے اپنی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

☆☆☆